سوال

(35) نمازِجنازہ میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(۱) نمازِجنازہ میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا۔ (۲) نمازِجنازہ میں دوسری نمازوں کی طرح سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت ملانا۔ (۳) اور جنازے کی دعائیں بلند آواز سے پڑھنا۔ کیا یہ تینوں باتیں قرآن و حدیث سے ثابت ہیں؟ اگر ایسا نہیں تو کیا ایسے امام کے پیچھے نمازِجنازہ پڑھنا درست ہے ؟ اور یہ جنازہ ادا ہوگیا یا اس کا اعادہ ضروری ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(۱) نمازِجنازہ میں فاتحہ پڑھنی مسنون ہے۔ حدیث میں ہے :

'وَاِذَا صَلّٰی عَلَیهِ کَبَّرَ، ثُمَّ قَرَأَ الفَاتِحَة'

یعنی جب آپ میت پر نماز پڑھتے تو تکبیر کہتے پھر فاتحہ پڑھتے۔

(اخرجه الطیالسی : ۱/۱۶۳)، (ابن ابی شیبه : ۳/۲۱۲)، (ابوداؤد : ۳۱۹۴)، (سنن الترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي القِرَاءَةِ عَلَی الجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ، رقم : ۱۰۲۶)، (سنن ابن ماجه، بَابُ مَا جَاءَ فِي القِرَاءَةِ عَلَی الجَنَازَةِ، رقم : ۱۴۹۵)

اس کی سند صحیح ہے۔ پھر صحیح حدیث کا عموم بھی ہے

'لَا صَلٰوةَ لِمَن لَّم یَقرَأ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ' (صحیح البخاری، بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَةِ لِلإِمَامِ وَالمَأمُومِ ...الخ، رقم : ۷۵۶)

یعنی ''جس نے نماز میں فاتحہ نہ پڑھی، اس کی کوئی نماز نہیں۔''

یہ بھی اس کی مشروعیت پر دالّ ہے۔ کیونکہ شریعت نے جنازہ کا نام بھی نماز ہی رکھا ہے اور کسی بھی نماز کا وجود بلا فاتحہ نہیں۔

اسی طرح طلحہ بن عبد اللہ بن عوف کا بیان ہے، کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں ایک جنازہ پڑھا، تو انھوں نے ''سورۃ فاتحہ'' پڑھی اور فرمایا : کہ تم کو معلوم

ہونا چاہیے یہ سنت طریقہ ہے۔ (صحیح البخاری، الجنائز، بَابُ قِرَاءۃِ فَاتِحَۃِ الکِتَابِ عَلَی الجَنَازَۃِ، رقم :۱۳۳۵)

(۲) سورہ فاتحہ کے بعد جنازہ میں سورت ملانے کا جواز ہے

چنانچہ زید بن طلحہ سے مروی ہے، کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا

: 'قَرَأَ عَلٰی جَنَازَۃٍ فَاتِحَۃَ الکِتَابِ وَسُورَۃً وَجَہَرَ بِالقِرَاءَۃِ ' المنتقٰی لابن الجارود، (کِتَابُ الجَنَائِزِ، رقم :۵۳۶)، (مصنف ابن ابی شیبۃ، مَن کَانَ یَقرَأُ عَلَی الجِنَازَۃِ بِفَاتِحَۃِ الکِتَابِ، رقم :۱۱۴۰۰)

یعنی ''انھوں نے جنازہ میں فاتحہ اور ایک سورت پڑھی اور قرأت جہری کی۔''

اسی طرح طلحہ بن عبدا کے طریق سے ہے، کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازِجنازہ پڑھی :

'فَقَرَأَ بِفَاتِحَۃِ الکِتَابِ وَسُورَۃٍ، فَجَہَرَ حَتّٰی سَمِعنَا ' (المنتقٰی لابن الجارود، کِتَابُ الجَنَائِزِ، رقم :۵۳۷)

یعنی ''ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جنازہ میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورت پڑھی۔ پس اسے جہری پڑھا، حتی کہ ہم نے سنا۔''

اور صاحب ''عون المعبود'' فرماتے ہیں :

'وَہٰذِہِ الأَحَادِیثُ فِیہَا دَلَالَۃٌ وَاضِحَۃٌ عَلٰی مَشرُوعِیَّۃِ فَاتِحَۃِ الکِتَابِ فِی صَلَاۃِ الجَنَازَۃِ وَفِیہَا دَلَالَۃٌ أَیضًا عَلٰی جَوَازِ قِرَائَۃِ سُورَۃٍ مَعَ الفَاتِحَۃِ فِی صَلَاۃِ الجَنَازَۃِ۔ ' (عون المعبود :۳/۱۹۱)

یعنی ان احادیث میں واضح طور پر دلالت ہے کہ نمازِجنازہ میں فاتحہ پڑھنی مشروع ہے اور ان میں یہ بھی ہے کہ نمازِجنازہ میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانی بھی جائز ہے۔

نیز امام ابن حزم ''المحلّٰی'' میں فرماتے ہیں :

'صَلّٰی المِسوَرُ بنُ مَخرَمَۃَ، فَقَرَأَ فِی التَّکبِیرَۃِ الأُولٰی بِفَاتِحَۃِ الکِتَابِ، وَسُورَۃً قَصِیرَۃً، وَرَفَعَ بِہِمَا صَوتَہٗ۔ '

یعنی مسور بن مخرمہ نے نمازِجنازہ پڑھائی۔ پہلی تکبیر کے بعد میں فاتحہ اور چھوٹی سی سورت پڑھی، اور ان دونوں کو بلند آواز سے پڑھا۔

(۳) پہلے گزر چکا ہے کہ فاتحہ اور سورت کو باآواز بلند پڑھا گیا اور جہاں تک دیگر دعاؤں کا تعلق ہے۔ سو اس بارے میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول ا ﷺ نے ایک جنازہ پڑھایا :

'فَحَفِظتُ مِن دُعَائِہٖ، وَہُوَ یَقُولُ : اَللّٰہُمَّ اغفِرلَہٗ وَارحَمہُ... 'الخ" (صحیح مسلم، بَابُ الدُّعَاءِ لِلمَیِّتِ فِی الصَّلَاۃِ، رقم :۹۶۳)

''پس میں نے آپ ﷺ کی دعا سے یاد کیا، کہ آپ فرما رہے تھے : 'اَللّٰہُمَّ اغفِرلَہٗ وَارحَمہُ...الخ'

ظاہر ہے کوئی شے دوسرے سے تب ہی یاد ہو سکتی ہے جب اسے بلند آواز سے پڑھا جائے اور لفظ ''یَقُولُ'' بھی اس بات کا متقاضی ہے، کیونکہ اس کا اطلاق عام بلا قرینہ صارفہ بالجہر پر ہوتا ہے (اس کے عام حکم سے پھیرنے والی کوئی دلیل موجود نہ ہو، تو پھر بلند آواز سے پڑھنا مراد ہوتا ہے)، نیز دیگر بعض روایات میں لفظ ''فَہِمتُ'' اس کے منافی نہیں ہے، کیونکہ فہم کی بناء حفظ پر ہے۔

''اَلمُنتَقٰی'' میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں لفظ 'سَمِعتُ النَّبِیَّ ﷺ' ہے جب کہ واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ کی روایت میں ''فَسَمِعتُہٗ'' کے الفاظ ہیں۔ علامہ

شوکانی رحمہ اللہ اس پر رقمطراز ہیں :

’جَمِیعُ ذٰلِکَ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ جَہَرَ بِالدُّعَاءِ ‘ (نیل الاوطار :۶۹/۴)

’’یہ تمام الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں، کہ نبی ﷺ نے دعا کو بلند آواز سے پڑھا ہے۔‘‘

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے :

’بَابُ قِرَائَةِ فَاتِحَةِ الکِتَابِ عَلَی الجَنَازَةِ وَقَالَ الحَسَنُ : یَقرَأُ عَلَی الطِّفلِ بِفَاتِحَةِ الکِتَابِ‘

’’جنازے پر سورہ فاتحہ پڑھنے کا بیان۔ حضرت حسن نے کہا کہ آپ ﷺ بچے کی نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔‘‘

یاد رہے اس بحث کا تعلق صرف جوازِ جہر سے ہے لاغیر (نہ کہ کوئی اور) مذکورہ تینوں مسئلوں میں بالاختصار شریعت کی روشنی میں وضاحت ہو چکی، جو راہنمائی کے لیے کافی ہے۔ تاہم امام ایسا شخص مقرر کرنا چاہیے جس میں اتباعِ سنت کا جذبہ موجزن ہو۔ وا ولی التوفیق۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد: 3، کتاب الجنائز: صفحہ: 96

محدث فتویٰ